نظرات

ایک بڑی پرانی کہاوت ہے جس کی سچائی اکثر موقعوں پر عجیب انداز میں دیکھنے کو ملتی رہتی ہے

"عیسائی مسلمانوں کے ایمان اور یہودی مسلمانوں کی جان کے دشمن ہیں"۔

آج یہودیوں سے زیادہ عیسائی اور یہودی دونوں آپس میں مل کر مسلمانوں کا جس طرح استحصال کرنے پر تلے ہوئے ہیں اسے سمجھنے کے لئے ہمیں صلیبی جنگوں کے حالات و واقعات کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کی بے مثال فتح یابی کو عیسائی اور یہودی ابھی کہاں بھولے ہیں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے دل و دماغ میں سے ابھی تک اپنی اس عبرتناک شکست کی بات نہ نکل سکی ہے۔

۲۵ فروری ۱۹۹۴ء بروز جمعہ کو قصبہ الخلیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام مسجد میں یاسر عرفات کے مطابق اسرائیلی فوج کے ایک کپتان کی چھتر چھایہ میں ایک یہودی نے اندر گھس کر اندھا دھند گولیاں چلا کر تقریباً ساٹھ نمازیوں کو شہید کر دیا۔ مسجد میں رمضان کے جمعہ کی وجہ سے نمازیوں کی تعداد زیادہ ہی ہوتی ہے۔ اس لئے کہا نہیں جا سکتا ہے کہ شہید ہونے والوں کی نیوز ایجنسیوں نے جو تعداد بتائی ہے اس میں کتنی تعداد پوشیدہ رکھی گئی ہے کیونکہ تمام نیوز ایجنسیوں پر یہودی لابی کا ہی قبضہ ہے۔ اغلب ہے کہ شہید ہونے والوں کی تعداد ساٹھ سے بھی کہیں زیادہ ہی ہو۔ اگر ساٹھ بھی ہے تو یہ ظلم و ستم درندگی و بربریت کا انسانیت سوز مظاہرہ ہے جو اسرائیلی ذہنیت کی عکاسی ہے۔ اس انسانیت سوز واقعہ پر پی۔ ایل۔ او۔ کے سربراہ جناب یاسر عرفات نے مصری ریڈیو سے ایک انٹرویو میں کہا کہ "مسجد میں قتل کی واردات میں اسرائیلی فوج شامل تھی"۔ انہوں نے کہا "اس مسجد کے پھاٹک پر ہمیشہ پہرہ رہتا ہے۔ ایسے میں اسرائیلی یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ کوئی شخص ان کی جانکاری کے بغیر ہتھیاروں کے ساتھ اندر نہیں پہونچ سکتا ہے۔ قاتل اسرائیلی فوج کے کپتان کے پیچھے پیچھے مسجد میں گھسا۔ اسے فوج کی حمایت حاصل تھی"۔

یاسر عرفات کے خیال کی تائید بھی ۔۔۔ کی اشاعت ہندی روزنامہ نوبھارت ٹائمس نئی دہلی مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۹۴ء میں اس طرح ہوئی ہے۔

"اسرائیل کے قبضہ والے شہر کی ایک مسجد میں ۵۰ فلسطینیوں کا قتل کر دیا جانا کسی لحاظ سے تشویش ناک میں مبتلا کرنے والی خبر ہے۔ ایک مسجد میں جہاں لوگ بیٹھے نماز ادا کر رہے تھے ایک ہی شخص کے ذریعہ اتنا بڑا واقعہ کر دیا جانا جس میں ۵۰ جانیں تو گئیں ہی اس سے دوگنے سے زیادہ لوگ زخمی ہو گئے، بنا کسی پیشگی تیاری کے نہیں ہو سکتا ہے۔ قابل غور یہ ہے کہ جس درندہ کے ہاتھوں اتنا بھیانک قتل عام ہوا وہ نہ صرف ہے بلکہ امریکی ناگرک ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ بنا مقامی امداد و رضامندی اور سازش کے یہ خونِ ناحق ناممکن تھا۔"

مغربی قومیں مسلمانوں پر دہشت پسندی کا زور وشور سے الزام لگاتی ہیں لیکن کیا وہ ۲۵ فروری کو مسجد میں نماز پڑھ رہے بے گناہ لوگوں پر اسطرح اندھادھند گولیاں برسا کر شہید کرنے کے واقعہ کو کیا کہیں گی۔ کیا وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں گی کہ اسلام مذہب کے ماننے والوں کے خلاف وہ کس طرح ایک جٹ ہو کر دھاوا بولے ہوئے ہیں۔ اور ویٹیکن و تل ابیب ہر لحاظ سے دور ہوتے ہوئے بھی صرف ایک بات یعنی اسلام دشمنی میں ایک دوسرے سے گھی شکر ہو رہے ہیں۔ میڈیا کے ذرائع سے مسلمانوں کو ایک وحشی قوم ثابت کیا جا رہا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مغربی اقوام کے بعض سربراہ ظلم و ناانصافی کا خود جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ عراق کو صرف اس جرم پر کہ اس نے اپنے ایک پڑوسی ملک کو اپنے ملک میں ملانے کی جسارت کر ڈالی۔ عراق کو تہس نہس کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت لگا دی سنہ ۱۹۹۰ سے ۱۹۹۴ء آگیا ہے مگر عراق کو کسی طرح معاف نہیں کیا جا رہا ہے اس پر طرح طرح کی پابندیاں عائد ہیں وہاں کے کروڑوں باشندے ضروریاتِ زندگی کیلئے ترس رہے ہیں بچوں کو دودھ و دوائیاں تک میسر نہیں ہیں ان کی روزی ان سے جبراً چھین لی گئی ہے۔ دوسری طرف بوسنیا کے بے گناہ مسلمانوں پر سربوں کے وحشیانہ ظلم وستم اور قتل وغارت گری کا ان پر ابھی تک کوئی اثر نہیں ہے صرف زبانی جمع خرچ سے آگے کچھ نہیں ہے ان کے پاس انسانیت یا انسانیت کی بقا وحفاظت کے لئے بوسنیا کے مسلمان سردیوں میں کھلے آسمان میں، گرمیوں میں سخت دھوپ و شدید لو اور برسات میں طوفانی ہواؤں اور تیز بارش میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں پیٹ بھرنے تک کو وہ دانہ دانہ سے محتاج ہیں۔ حد ہو گئی ظلم وستم کی۔ کیا مغربی اقوام کو انسانیت کا استحصال ہندوستان میں اتنی دور سے بیٹھ کر دکھائی دے جاتا مگر خود ان کے قریب جو واقعی انسانیت کا استحصال ہو رہا ہے وہ بالکل نہیں نظر آتا۔ اس سے زیادہ

شرم ... بے غیرتی کی بات اور کیا ہوگی. کیا مغربی اقوام اپنی اسی "انصاف" و "انسانیت" پر اتراتی ہیں. ظلم وستم ... ہی کسی کا رہا نہیں ہے اور بڑی طاقت تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ رب العزت ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ "کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ۔"

دنیا میں جو بھی طاقت غرور و تکبر میں بدمست ہو کر انسانیت پر ظلم و ستم اور ناانصافی کا سلسلہ روا رکھے گی وہ ایک دن اسی طرح خاک میں مل کر رہے گی. جیسے کہ اس سے پہلے فرعون و نمرود کا حشر ہوا اور ابھی کل کی بات ہے جسے دنیا نے ہٹلر اور کمیونزم کے دیوہیکل ملک سوویت روس کی صورت میں غارت ریزہ ریزہ ہوتے ہوئے دیکھا۔

یہاں ہم اس موقع پر بابری مسجد کے سانحہ پر ایک شاعر نے جو پُرسوز اشعار کہے تھے اور جو ماہانہ "شمع" نئی دہلی فروری ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئے ہیں اس میں سے چند اشعار چن کر یہاں نقل کر رہے ہیں جو بابری مسجد کے حادثہ پر جہاں چسپاں ہوتے ہیں وہیں یہ اشعار اسرائیلی و امریکی جارحیت اور ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء کو اسرائیل کے زیر تسلط شہر میں واقع ابراہیم مسجد میں نمازیوں پر اندھا دھند گولیاں چلانے پر بھی صادق آتے ہیں۔ ملاحظہ کریں۔

وہ کیسا دن تھا جب اک خون میں ڈوبا ہوا لمحہ — اتر کر آسمانوں سے زمیں کی سمت آیا تھا
ہر اک سو خون کی ہولی ہر اک سو بربریت تھی

جو وادی میں تھے وہ تو خود اشارہ کرنے آئے تھے — عمارت کی تباہی کا نظارہ کرنے آئے تھے
نہیں تو کون چھو سکتا تھا کس میں اتنی جرأت تھی

دلوں میں غیرتِ قومی کے سرچشمے ابل آئے — ہتھیلی پر لئے سر لوگ سڑکوں پر نکل آئے
جگانے کے لئے گویا یہی رب کی مشیت تھی

وہ کس جن کے سینے گولیوں سے ہوگئے چھلنی — اب ان کے خون ناحق کا ہر اک قطرہ صدا دیگا
عمارت ڈھانے والو! ایک دن ایسا بھی آنا ہے — کہ جب یہ خون ناحق تم کو مٹی میں ملا دے گا

چاک خلافت کے بعد سے مسلم قوم کس قدر مشکلات و پریشانیوں سے گزر رہی ہے اسی مقصد سے عیار و مکار انگریز سامراج نے ۷۰ سال پہلے منصب خلافت کو قوم مسلم ہی میں ایک غداروں کے ذریعہ ختم کروا ڈالا تھا۔ اس کے بعد چاروں طرف سے ظلم و ستم کا بازار گرم ہے. ۱۹۸۵ء میں عید کی نماز پڑھتے